

دعواتِ عبدیتِ حق

گناہ اور معصیت کے بڑے اثرات

از افادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ، مہتمم دارالعلوم حقانیہ

(خطبہ جمعۃ المبارک ۲۴ / محرم الحرام ۱۴۲۵ھ)

منبط و ترتیب ادارہ الحق

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عن عبادہ بن صامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خرجت

لاخبركم ببليّة القدر فتلاحي فلان وفلان فرفعت (او كما قال عليه السلام)

ترجمہ :- عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میں تمہیں بیۃ القدر

کے بارہ میں خبر دینے نکلا مگر فلاں اور فلاں کے جھگڑے کی وجہ سے اس کا علم اُٹھ گیا۔

محترم بزرگو! انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت اس وقت اپنی طرف کھینچ سکتا ہے جب اس

میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور تابعداری ہو اور ہر لحظہ اور ہر سیکنڈ اس کی بندگی کے تقاضوں کو

ملحوظ رکھے۔ بسا اوقات انسان سے غلطی ہوتی ہے اور وہ اسے معمولی سمجھ کر اسکی پردہ

نہیں کرتا مگر وہی بات اس کی تباہی کا باعث بن جاتی ہے۔ معمولی زکام میں اگر بے احتیاطی

کی جائے تو دہق بن کر جسمانی طور پر موجب ہلاکت ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی گناہ کا معاملہ ہے۔

گناہ صغیرہ پر دوام اور لاپرواہی جہنم میں داخلہ کا سبب بن جاتی ہے۔

حضور فرماتے ہیں کہ ایک شخص منہ سے مذاق یا خوش طبعی

زبان کو قابو رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور اس کی وجہ

سے جہنم کے نچلے طبقہ میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اور ایسا اوقات ایک بات اور ایک جملہ سے جنت کا اعلیٰ مقام حاصل کر لیتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک جگہ مسلمان جمع ہوں دین کے لئے باقی ہو رہی ہوں مثلاً کسی نے مسجد بنانے کی تحریک کی، مساکین کی امداد کی طرف رغبت دلائی دین کے طلبہ کی کفالت کرنے کی طرف توجہ دلائی اب کسی نے اذراہ مذاق یا بے پرواہی میں کہا کہ ان امور سے لوگوں کا کیا فائدہ۔ اور یہ دین کے طلبہ دنیا کے کس کام کے ہیں۔ قوم پر بار ہیں، جیسا کہ آجکل کہا جاتا ہے۔ تو گویا یا اس شخص نے ایک بات سے سب کے دل توڑ دئے اور دوسرے شخص نے ان کاموں کی حوصلہ افزائی کی کہ انکی امداد بہت ضروری ہے۔ اس لئے کہ قیامت تک ان کے ذریعہ دین کا سلسلہ چلتا رہے گا۔

رازدق تو درحقیقت خدا ہے۔ ان کی امداد سے ہم پر کوئی خاص بوجھ نہ ہوگا۔ وغیرہ۔ اب اس کی چند باتوں سے سب کے دل مضبوط اور دین کے کام پر آمادہ اور پختہ ہو جائیں گے۔ تو ایک بات سے دل ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور ایک بات سے سنبھل جاتے ہیں۔

اطاعت و ایمان سے لبریز کلمات
بدھ کے موقع پر صحابہ کرام بے سرو سامان نکلے جنگ کا ارادہ نہ تھا مگر پیش آیا۔ حضور اقدس نے صحابہ سے مشورہ طلب کیا کہ جنگ کی جائے یا نہ۔ بظاہر تو دشمن کی طاقت تعداد اور اسلحہ ہر چیز میں زیادہ تھی۔ ایک صحابی حضرت مقدادؓ نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ اس سے بہتر موقعہ لڑائی اور جہاد کا کب نصیب ہوگا۔ قربانی کا موقعہ خدا نے دیا ہے نہ معلوم پھر ایسا موقعہ ملے یا نہ ملے۔ اگر ہم یہ جان و مال جان آفرین کو سپرد کر دیں تو اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہوگی اور کہا کہ یا رسول اللہ ہم اور قوموں کی طرح نہیں اور نہ بنی اسرائیل کی طرح کہ آرام اور راحت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی رہے اور جب معاملہ سے جہاد کا موقع آیا تو اپنے نبی کو کہا کہ اذهب انت و ربک فقاتلانا ہما قاعدون۔ (تو اور تیرا رب جاکر لڑیں ہم تیرے پیچھے نہیں گئے۔) انا لقاتل عن یمینک و یسارک وقد املک و خلفک۔ (ہم آپ کے دائیں بائیں آگے اور پیچھے لڑتے رہیں گے۔) ہم آپ پر ایمان لائے ہیں۔ اگر آپ حکم دیں کہ سمندر میں کود جائیں تو ہم تعمیل حکم کریں گے۔ تو اس ایک صحابی کی اس ایک بات سے تمام

ملہ حضرت سعد بن معاذؓ سے بھی زاد المعاد میں اطاعت و جان نثاری کے ایسے ہی کلمات منقول ہیں کہ فرمایا بخدا اگر آپ ہر گز غمناں تک پہلے جائیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ چل پڑیں گے۔ اور خدا کی قسم اگر آپ سمندر میں گھوڑا ڈال دیں گے تو ہم بھی اس میں کود پڑیں گے۔ (اور)

صحابہ کا ایمان اور عزم مضبوط ہوا کہ اگر پیغمبر کی رائے اور مرضی ایک بات کی ہو اور امت کم ہمت ہو ساتھ نہ دے تو ایمان نہ رہے گا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کاش میری ساری عبادت ایک طرف اور حضرت مقدادؓ کے یہ کلمات میرے اعمال نامہ میں ہو جاتے تو میرے لئے یہ باعث فخر و سرخروئی ہوتا۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ ان کو کتنا اجر ان چند کلمات ایرانی سے ملا ہوگا۔ کہ جس سے مسلمانوں کا حوصلہ بلند ہوا۔ تو زبان کو قابو میں رکھنا اور ہر جملہ ہر لفظ پر غور کرنا چاہئے۔ کہ کسی کی تخفیف یا اہانت یا دل آزاری اس سے نہ ہو جائے، کوئی بات اسلام کے ضعف کا باعث نہ بن جائے اور مسلمانوں کے حوصلے اس سے نہ ٹوٹیں اور آپ کے چند کلمات آپ کے لئے وبال آخرت نہ بن جائیں۔ اس وجہ سے حضور اقدسؐ نے زبان پر قابو رکھنے کی بار بار تاکید کی۔ حضور اقدسؐ نے فرمایا جو شخص کم گو ہو اس میں کمال اور خیر ہوگا ورنہ نہیں۔ حضور اقدسؐ نے فرمایا کہ بسا اوقات انسان حصائد السنۃ (زبان کی کٹائی) کی وجہ سے جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے۔ مجلس آرائی اور لوگوں کی تفریح طبع اور ان کو مشغول رکھنے کے لئے باتیں بنانا تباہی کا باعث ہو جاتا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم، محدث، بہت بڑے صوفی گذرے ہیں۔ راستہ پر چلتے تو ایسے غمزدہ معلوم ہوتے جیسے قتل کے جرم میں پکڑے گئے ہوں۔ اور پھانسی کے لئے لیجاٹے جا رہے ہوں۔ — ساتھیوں نے اس سوچ و فکر کی وجہ پوچھی فرمایا کہ تم تو میرے ظاہری اعمال دیکھتے ہو کہ حدیث کا درس دیتا ہے، ذکر و عبادت کرتا ہے۔ مگر کیا معلوم اگر کوئی ایسی بات منہ سے نکلی ہو جس کے وبال میں خدا تعالیٰ فرما دے کہ اس بات کی وجہ سے ”اسے حسن تیرے سارے اعمال غارت ہو گئے ہیں۔ کوئی عمل مقبول نہیں رہا۔“ پھر اس وقت میری ناکامی و بربادی کا کیا حال ہوگا۔

تو بھائیو! یہ حسن بصریؒ کی حالت ہے۔ تو ہم جیسوں کا کیا حال ہے۔ جو کسی بات کا موقع و محل نہیں دیکھتے جو باتیں لوگوں کی اذیت اور تکلیف کے لئے زبان سے نکلتی ہیں اور جنگ و جدال اور سب و شتم کا باعث ہوتی ہیں ان کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی رحمت دور ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث مبارک جو میں نے بیان کی اس پر غور کیجئے کہ ایک دفعہ حضور اقدسؐ اپنے مکان سے باہر تشریف لائے۔ صحابہ کرام مغلطہ تھے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مسجد ہی میں تھے۔ حضور اقدسؐ خوشی خوشی گھر سے باہر نکلے۔ اس وقت ایک خاص بات

رحمت کی ظاہر فرمائی تھی اور وہ تھی لیلة القدر کی رات کا علم کہ اس رمضان میں لیلة القدر فلاں رات کو واقع ہوگی۔

لیلة القدر کی عظمت اور فضیلت علم تو ویسے بھی بڑی نعمت ہے۔ پھر یہ علم تو بڑی نعمت تھی کہ اس رات کی عبادت ہزار

ہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔ یعنی چوراسی سال کی عبادت ایک طرف اور لیلة القدر کی ایک طرف پھر اتنی عمر کس کو ملتی ہے۔ اگر مل بھی جائے تو زمانہ قبل از بلوغ اور دیگر ضروریات کا وقت، وضع کرنے کے بعد عبادت کے لئے ایک تہائی سے بھی کم مدت رہ جاتی ہے۔ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا: لیلة القدر خیر من الدنہ شہر۔ (لیلة القدر ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے) پھر بہتر ہونے کی بھی کوئی حد نہیں اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کتنا خیر ہے۔ دنیا کا خیر تو اس کے علاوہ ہے۔ کہ اس رات جو دعا کی جائے وہ مقبول ہوتی ہے۔

قبولیت دعا کی چند مثالیں کئی بزرگوں اور خوش نصیبوں کو اس رات کے علم کا شرف حاصل ہوا اور انہوں نے جو دعائیں کیں وہ قبول ہوئیں۔

بے شمار واقعات منقول ہیں۔ ہمارے شیخ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مصر میں ایک بوڑھی عورت کسی ضرورت کیلئے رات کو باہر نکلی باہر اس نے علامات و قرائن سے لیلة القدر کو پہچان لیا اور دعا کی کہ یا اللہ میری عمر اور مال و اولاد میں برکت دے چنانچہ کھوڑے ہی عرصہ بعد اس کی اولاد اتنی پھیل گئی کہ تین میل کے اندر اندر ان کے باغات و مکانات پھیلے ہوئے تھے۔

ابھی پرسوں مدینہ طیبہ کے ایک خط سے معلوم ہوا کہ اس سال ایک عمر رسیدہ بزرگ حج کرنے گئے غالباً گلگت کے رہنے والے ہیں۔ عمران کی ۱۴۵ سال ہے۔ اور یہ ان کا چھپنواں حج تھا۔ انہیں لیلة القدر ملی اور انہوں نے عمر میں برکت کیلئے دعا کی یہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے خلفاء اور مریدین میں سے ہیں۔ اس خط میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے حضرت حاجی صاحب مرحوم کے سامنے بھی اس واقع کا ذکر کیا۔

ہمارے استاد اور شیخ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ حضرت شیخ الہند

۱۔ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب کی طرف اشارہ ہے۔ جو بعد میں پاکستان آئے اور اخبارات و جرائد میں ان کا

رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مانٹا میں قید تھے۔ حضرت شیخ مدنیؒ نے اس زمانے کا ایک واقعہ سنایا کہ مفتی دویران آفندی اپنے ایک استاد جو بڑے عالم تھے کے منہ سے صرت میں بار بار ترکی زبان میں یہ کلمات سننے کہ ”چوبان وردی چالیدی“ جس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ ”چرواہے نے بانسری بجائی اور چل دیا“ تو اس مفتی صاحب کے دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ ایک رات مجھے اور ایک چرواہے کو لیلۃ القدر کا احساس ہوا۔ چرواہے نے اور میں نے دعا کی۔ چرواہے نے ایمان کی سلامتی کی دعا کی کہ دنیا کے مصائب سے نجات ہو اور ایمان سے خاتمہ ہو۔ گویا اس نے ایمان کی دولت مانگی جو سب سے بڑی دولت ہے۔ دنیا و مافیہا سب فانی اور بے یقینی ہیں۔ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے۔ اگر کسی کو دس ہزار برس عمر بھی ملی اور پھر معاذ اللہ اسے ایک غوطہ بھی جہنم میں دیا گیا تو یہ دنیا کی تمام زندگی کو بھول جائے گا۔ اور فرشتوں سے کہے گا کہ میں نے ہرگز کوئی خوشی دیکھی ہی نہیں گویا کہ یہ ایک لحظہ بھی دنیا میں خوشی سے نہیں رہا تھا۔ دنیا کی آگ پر وہاں کی آگ قیاس نہ کرو۔ حضور اقدسؐ کا ارشاد ہے کہ جہنم کی آگ دنیا سے سو گنا زیادہ (بلکہ اس سے بھی بڑھ کر) ہے۔ اگر بالفرض تمہیں دنیا کی بادشاہی بھی مل جائے۔ اور موت کے بعد ایک لحظہ کے لئے بھی جہنم میں گئے تو سب کچھ بھول جاؤ گے۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لو تعلمون ما اعلم لضحکم قليلاً
ولیکیتہ کثیراً۔ جن چیزوں کا علم مجھ کو ہے۔ اگر تم اسے جان جاؤ تو بہت حقوڑا ہنسنا اور اکثر روؤ۔

اور فرمایا کہ میرے سامنے جو کچھ ہے۔ اگر تم اسے دیکھ پاؤ تو آباویاں چھوڑ کر دشت و صحرا اور جنگلات کی طرف بھاگ نکلو گے۔

بھائیو! جب ہمارے سامنے ایک مقدمہ ہوتا ہے۔ اور اس میں ہماری پیشی ہو تو پیشی کا وقت جتنا بھی قریب آتا ہے اتنی ہی عدالت میں جواب دہی کیلئے ہم تیاری کرتے ہیں۔ اور فکر میں لگے رہتے ہیں۔ تو اللہ کی عدالت تو سب سے بڑی عدالت ہے۔ پیشی اس ذات کے سامنے ہے جس سے کوئی بات چھپی نہیں۔ ایک معمولی عدالت اور مقدمہ کے لئے تو ہر وقت فکر مند ہوتے ہیں۔ اور آخرت سے اتنی غفلت۔

تو اس چرواہے نے ایمان کی دعا مانگی جو اصل چیز ہے۔ چنانچہ صبح نماز پڑھ کر اس کا انتقال ہوا۔ اس کی دعا قبول ہوئی آثار ایمان کے ظہور ہوئے۔ اور اس عالم

نے دعا کی کہ استنبول میں میرا حلقہ درس سب سے زیادہ ہو۔ تو اس کی دعا قبول ہوئی اور اس عالم نے کہا کہ استنبول میں میرا اتنا حلقہ درس ہے کہ کسی اور عالم کا نہیں۔ مگر آخرت کا حال معلوم نہیں کہ خاتمہ کس حال میں ہوگا۔ اس لئے روتا ہوں کہ چرواہے نے مجھ سے بہتر دعا کی — جیسا کہ ہر طالب العلم کی تمنا ہوتی ہے کہ تدریس میں مجھے کامیابی ہو بلکہ صرف اسے ہی مقصد عظمیٰ بنالیا گیا ہے —

علم کا مقصد بھائیو! علم کا مقصد صرف تدریس ہی نہیں کہ بس اسے ہی مقصد علم بنالیا جائے علم میں تدریس، زمینداری، زراعت، کسب معاش، سیاست، جہاد سب کچھ آجاتا ہے۔ اور ماہم الاشتراک سب میں رہنا ہے الہی ہے۔ اگر خدا نے تمہیں جہاد کا موقع دیا تو وہاں اپنے عمل سے کتاب الجہاد کا نقشہ پیش کرو۔ زمینداری کا موقع ملے تو باب الزراعة کا عملی نمونہ بن جاؤ اور تجارت و سیاست میں ہوں تو اس میں دین کے احکام پیش کرو۔ زندگی کے جس شعبہ میں بھی خدا تمہیں کام کرنے کی توفیق دے اسی شعبہ ہی میں دین کی اشاعت کو اپنا مقصد بناؤ۔ اسی میں دین کے مبلغ بن جاؤ صرف درس و تدریس ہی فتہائے حیات نہیں اور نہ صرف یہ خدمت دین ہے۔ گویہ بھی بہترین شعبہ ہے کہ اگر اخلاص و لہصیت سے تعلیم و تعلم میں لگا رہے تو پھیلیاں اور چوینٹیاں بھی علماء کے حق میں استغفار کرتی ہیں —

عود الی المقصود الغرض لیلة القدر بڑی فضیلتوں کی رات ہے۔ ہمارے امام ابو حنیفہ کے نزدیک لیلة القدر سارے سال میں دائر ہے۔ کبھی رمضان اور کبھی دوسرے مہینوں میں ہوتا ہے۔ اور پوشیدہ ہے۔ جیسے کہ جمعہ کے دن ایک خاص غنمی وقت ہے جس میں دعا ضرور مقبول ہوتی ہے۔ ایسے باہمت لوگ تو بہت کم ملتے ہیں۔ کہ سال بھر ساری رات بیٹھ کر عبادت کریں البتہ علماء نے لکھا ہے کہ جس شخص سے سال بھر عشاء اور فجر کی نماز باجماعت قضا نہ ہوئی تو اس کو لیلة القدر کا ثواب اور اجر مل جائے گا۔

تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات کے علم سے بڑی خوشی ہوئی مسجد میں تشریف لائے کہ صحابہؓ کو بھی یہ نعمت معلوم ہو جائے۔ باہر اتفاق سے دو مسلمان آپس میں کسی معاملہ پر گرم تھے۔ تیزی تک بات پہنچی ایک دوسرے پر آذانیں ادا نہ ہوئیں اور جھگڑے کی ایک شکل بن گئی تھی۔ حضورؐ نے ان کو حسن معاشرت کی تلقین کی معاملہ رفع دفع ہوا۔ اب جب فارغ ہو کر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے کہ لیلة القدر کو سال کی وہی تو بھول گئے اور فرمایا کہ وہ

دولت علم اس جھگڑے کے بُرے اثر کی وجہ سے سینہ سے اٹھ گئی۔ اور فرمایا کہ اس میں خیر ہوگا۔ تو گویا بُرے عمل کے اثرات معصوم اور بے گناہ حضرات پر بھی ہو جاتے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ حجر اسود پہلے دودھ کی مانند سفید تھا، طوافین کے گناہوں کے جذب کرنے کی وجہ سے سیاہ ہو گیا۔ تو اس نے گناہ کوئی نہیں کیا مگر گناہوں کے اثر بد سے پتھر محفوظ نہ رہ سکا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ علم دین کے طالب کیلئے گناہ کی خواست سے اجتناب ضروری ہے۔ اور بجا فرمایا کیونکہ

فان العلم فمصلح من الله وفضل الله لا يعطى لعاص

یاد رکھو بہانہ دو مسلمان باہمی جنگ و جدال اور جھگڑے میں لگے ہوں خدا تعالیٰ ان سے ناراض ہوتا ہے۔ اور رحمت خداوندی ہٹ جاتی ہے۔ گناہ اور رحمت خداوندی دونوں جمع نہیں ہوتے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک شخص کا سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے کسی بات پر جھگڑا ہوا حضرت صدیقؓ خاموش رہے اور حضورؐ مسکراتے رہے۔ پھر کچھ دیر بعد حضرت ابوبکرؓ کو بھی غصہ آیا اور جواب دینا شروع کیا تو حضورؐ نے چادر لی اور اٹھ کر مجلس سے روانہ ہوئے۔ ابوبکر صدیقؓ نے اس کی شکایت کی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جب تک تم خاموش تھے فرشتے آپ کی طرف سے جواب دیتے رہے۔ جب تم نے خود مدافعت شروع کی تو شیطان بیچ میں آگیا۔ اس لئے میں اٹھ کر چلا گیا۔

بعض اعمال بد کا تباہ کن خاصہ ایک حدیث میں ہے : سباب المسلم فسوق وقتاله کفر۔ (مسلمان کو گالیاں دینا فسق اور اس کے ساتھ لڑائی کفر ہے)

اس حدیث کے بارہ علماء مختلف توجیہات کرتے ہیں۔ جو بھی ہو امام بخاریؒ نے اس سے اپنا مدعا ثابت کیا ہے کہ گناہ بخوار ہو ہی کیوں نہ ہو اس سے بچتے رہنا چاہئے۔ اس حدیث کی ایک توجیہ حضرت شاہ صاحبؒ (مولانا اندشاہ صاحب علیہ الرحمۃ) نے کی ہے کہ ایسا شخص تکوینی طور پر کفر پر مرنے کے خطرہ میں ہے۔ یعنی اس عمل کا خاصہ ایسا ہے کہ اس کا خاتمہ بالکفر ہونے کا خطرہ ہے۔ اور یہ خطرہ کے مقام پر کھڑا ہے۔ گویا تشریعی طور پر حکم کفر نہیں مگر تکوینی طور پر رفتہ رفتہ کفر کی طرف جارہا ہے۔ اور تکوینی کفر پر اس کے خاتمہ کا امکان ہے۔

امام غزالیؒ نے بھی دو چار پیچیدگیوں کا بیان کیا ہے کہ کفر پر خاتمہ ہونے کا

خطرہ ہوتا ہے۔

۱۔ بدعت — کہ ایک شخص ایسی چیزوں کو دین اور ثواب سمجھ کر کرتا ہے جو درحقیقت دین میں نہیں ہیں۔ ایسے لوگ بدعتی ہیں کہ بدعت کا ارتکاب کرتے ہیں۔ خود تو علم حاصل نہیں کرتے کہ دین اور غیر دین سمجھ لیں۔ ایسے شخص کا خاتمہ ایمان سے نہ ہونے کی وجہ سے ہے کہ بوقت نزع وہی اعمال اس کے سامنے بشکل عذاب سامنے آجاتے ہیں جو اس نے بنیت عبادت کئے تھے۔ اس نے تعزیئے اٹھائے تھے۔ امام بارگاہ بنائے تھے۔ سینہ کو بی کرتا رہا۔ جسے بظاہر عبادت سمجھتا تھا اسی طرح جلوس نکالے تھے۔ محرابوں، کاغذی جھنڈیوں، قمقموں اور بجلیوں سے راستے اور گلیاں سجائی تھیں اور سب کچھ نیک خیال سے کیا تھا۔ اب وہاں یہ انجام بد ویکھ کر سمجھ بیٹھتا ہے کہ میرے تمام اعمال غلط تھے۔ اس وقت اسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت حضور اقدس کی رسالت اور اصول دین میں اسے تردد اور شک پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ شاید یہ بھی درست نہ ہوں تو خاتمہ بالکفر ہونے لگتا ہے۔ اس لئے عبادت اور دین کے ادا سے جو بھی کام کرو علماء حتیٰ سے پہلے پوچھ لیا کرو تاکہ صحیح اعمال اور عبادت اختیار کر سکو۔ شیطان اپنی راہوں سے اکثر گمراہ کرتا ہے اور تباہی کا سبب بن جاتا ہے۔ آج لوگ خود علم حاصل نہیں کرتے اور علماء کے پاس جانے میں بھی شرم سمجھتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ کیا دین اور احکام شرعیہ صرف علماء کا ٹھیکہ ہیں؟

۲۔ ایسا شخص جس کا مال و دولت سے فرط محبت ہو، حرص ہو گویا مال متاع ہی اسکی معشوق بن گئی ہو اب جب بوقت موت اس کی معشوق اس سے بچھن رہی ہو اور دنیا میں ہی سب کچھ رہنے والا ہو تو اس وقت معاذ اللہ اس کے دل میں خدا سے بغض اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ محبوب یعنی دنیا کو اس سے جدا کر رہا ہے تو اس کا خاتمہ خدا سے بغض کی حالت میں ہوتا ہے۔ العیاذ باللہ مگر جن لوگوں کے دلوں میں اللہ کی محبت جاگزیں ہو ان کو یہ خطرہ نہیں ہوتا کیونکہ من احب لقاء اللہ احب لقاء اللہ ومن ابغض لقاء اللہ ابغض لقاء اللہ لفقاسہ بلکہ اسے تو اللہ سے وصال کی خوشی اور مسرت ہوتی ہے۔

۳۔ اہل معاصی پر بھی خاتمہ بالکفر ہونے کا خطرہ ہے کہ بوقت نزع جب اسے اس کا اعمال نامہ دکھایا جاتا ہے۔ تو ایک لائن گناہوں کی لگی رہتی ہے۔ سارے اعمال بد ایک کر کے اس کے سامنے آجاتے ہیں (اللہ تعالیٰ) خدا سے ناامید ہو جاتا ہے۔

اور اسے بھی نفرت ہونے لگتی ہے۔ (نعوذ باللہ) اور ناامیدی کی حالت پر مرنا بھی کفر ہے۔
الایمان بیت الخوف والرجاء ہے۔ آج بھی ایسے لوگ ہیں جو ذرا سی تکلیف اور
مصیبت میں اللہ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ اور کلمات نفرت منہ پر لانے لگتے ہیں۔ ایک
شخص کا بیٹا مرا وہ روتا اور کہتا کہ یا اللہ اگر تیرا بیٹا ہوتا اور کوئی اسے مارتا تب تجھے پتہ چلتا۔
تو ایسے جاہل بھی تو ہوتے ہیں۔ آج بھی کہتے ہیں کہ بس مجھے ان تکلیفوں اور مصیبتوں کے لئے
خدا نے منتخب کیا ہے۔ اور کسی کو خدا نے نہیں دیکھا۔ معلوم نہیں مجھ سے کون سا گناہ سرزد
ہوا ہے۔ تو گویا یہاں جھگڑنے کو تیار ہیں تو نزع کے وقت جب سب کچھ سامنے آ
جائے گا۔ تو بغض اور ناراضگی پیدا ہو جائے گی اور اس کا خاتمہ کفر یہ ہو جائے گا۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ علم جزئی (لیلة القدر) جیسی بڑی نعمت حضور جلیہ
پاک ذات جو سید الانبیاء ہیں کے معصوم سینہ سے نکل گئی اور یہ
اثر تھا بعض کے باہمی شور و مکرار کا، نیز ارشاد خداوندی ہے: **وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبُ
الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً۔** الایۃ یعنی تم ایسے فتنہ سے ڈرتے رہو جس کا نشانہ صرف ظالم
نہیں ہوں گے۔ تو آپ اندازہ لگائیں کہ جو شخص خود گناہ کرے گا وہ کب عالم بن سکے گا۔
اور کب متقی و بااخلاق ہو سکے گا۔ اس لئے خشیت خداوندی اور عالم ہونا لازم و ملزوم ہے۔
جس شخص میں خشیت اور خوف خداوندی نہ ہو اور گناہوں سے اجتناب نہ کرے وہ عالم نہیں ہو سکتا۔
اگر ہم چاہیں کہ سب پر رحمت خداوندی نازل ہو تو سب دیندار اور ایماندار بن جائیں۔
ہر شخص اپنے ہر قول و فعل کا محاسبہ کرتا ہے اور اگر ایک دوسرے کو برا کہے تو اس طرح اصلاح
ممکن نہیں۔ ————— **وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔**

ہے۔ نیز ڈاکٹر زوار حسین صاحب ان کی ہمشیرہ صاحبہ قاضیہ بربور اور منشی خلیل صاحب ،
گارڈ صاحب یہ سب بھی ہمارے نانا مرحوم کی اولاد اور نہایت قریبی رشتہ دار ہیں۔ ان
سے بھی ادب اور احترام کا معاملہ رکھو۔ والسلام

شک اسلاف حسین احمد غفرلہ